یکم محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:126)

نیک آدمی کے قریب دفن کی برکتیں

- بعدِ تدفین میّت کو منتقل کرنا کیسا؟ 03
- جنّت کسے کہتے ہیں؟ 07
- کیا جنّات بھی بلا میں داخل ہیں؟ 08
- موجودہ دور میں بگاڑ کا بنیادی سبب 13

ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش:

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نیک آدمی کے قریب دفن کی بَرکتیں[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۱۵ صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ دِل نشین ہے: قیامت کے دِن میرے سب سے نزدیک وہ ہو گا جو دُنیا میں سب سے زیادہ دُرُودِ پاک پڑھنے والا ہو گا۔[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

نیک آدمی کے قریب دَفن کی بَرکتیں

سُوال: مزاراتِ مُبارَکہ کے اِرد گرد اکثر پُرانی قبریں دِکھائی دیتی ہیں، اِس کی کیا وجہ ہے؟ نیز یہ اِرشاد فرمائیے کہ نیک آدمی کے قُرب میں دَفن ہونے کا کیا کوئی خاص فائدہ ہے؟[3]

جواب: پہلے کے دور میں اکثر لوگ خوش عقیدہ ہوتے تھے لہٰذا وہ اَولیائے کِرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کی بَرکتیں پانے کے لیے ان کے مزاراتِ مُبارَکہ کے قُرب میں تَدفین کی وصیت کر جاتے تھے تو وہ پُرانی قبریں آج بھی مزاراتِ اَولیا کے اِرد گرد دِکھائی دیتی ہیں۔

رہی بات نیک آدمی کے قُرب میں دَفن ہونے کی تو یہ بڑی سعادت مندی کی بات ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 385 پر ہے: صالحین کے قریب دَفن کرنا چاہئے کہ ان کے قُرب کی بَرکت اسے شامل ہوتی ہے۔ اگر مَعَاذَ اللّٰہ مستحقِ عذاب

---

1. یہ رِسالہ یکم محرم الحرام ۱۴۴۰ھ بمطابق 11 ستمبر 2018 کو عالمی مَدَنی مَرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)
2. مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی... الخ، ۱/۱۸۹، حدیث: ۹۲۳۔
3. یہ سُوال شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

www.dawateislami.net

بھی ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں، وہ رَحمت کہ ان پر نازِل ہوتی ہے اسے بھی گھیر لیتی ہے۔ حدیث میں ہے: نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اپنے مُردوں کو اچھے لوگوں کے دَرمیان دَفن کرو۔[1] اور فرماتے ہیں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔[2] علامہ حافظ ابنِ رَجب حنبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنی کتاب ''اَھْوَالُ الْقُبُوْر'' میں فرماتے ہیں: اللہ پاک اپنے بعض نیک بندوں کو یہ شَرف عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنے آس پاس دَفن ہونے والوں کی شَفاعت کرتے ہیں، جس سے ان پڑوسیوں کو فائدہ ہوتا ہے۔[3] اِس ضِمن میں ایک اِیمان افروز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

سانپ پُھول بن گئے

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت میاں صاحِب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کُھل گئی اور مُردہ نظر آنے لگا۔ دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اُس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اُس کے نتھنوں پر رکھے ہیں۔ اس کے عزیزوں نے اِس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صَدمہ سے کھل گئی، دوسری جگہ قبر کھود کر اُس میں رکھیں، اب جو دیکھیں تو دو اَژدہے (یعنی سانپ) اُس کے بدن سے لپٹے اپنے پھَنوں سے اُس کا منہ بھنبھوڑ (یعنی نوچ) رہے ہیں، حیران ہوئے۔ کسی صاحِبِ دِل سے یہ واقِعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اَژدھے ہی تھے مگر ایک ولیُّ اللہ کے مزار کا قُرب تھا، اُس کی برکت سے وہ عذاب رَحمت ہو گیا تھا، وہ اَژدھے درختِ گُل (یعنی پھول کے پودے) کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھَن گلاب کے پھول۔ اِس (مِیّت) کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دَفن کرو۔ وہیں لے جا کر رکھا پھر وُہی دَرختِ گل تھے اور وُہی گلاب کے پھول۔[4]

دیکھا آپ نے کہ نیک لوگوں کے قُرب میں دَفن ہونے کے کس قدر فَوائد و ثمرات ہیں۔ یاد رہے کہ ان فضائل کا ملنا کسی مشہور بزرگ یا پھر ولیُّ اللہ کے مزار شریف کے پاس دفن ہونے پر ہی موقوف نہیں بلکہ کسی بھی صَحِیْحُ الْعَقِیْدہ

---

1. اَلْفِرْدَوْس بماْثور الخطّاب، باب الالف: ذکر الاحادیث التی ... الخ، ۱/۶۷، حدیث: ۳۳۷۔
2. مسلم، کتاب الدعوات، باب فضل مجالس الذکر، ص۱۱۰۸، حدیث: ۶۸۳۹۔
3. اھوالُ القُبور، انتفاع اھل القبور بمجاورۃ الصالحین ... الخ، ص۱۲۶۔
4. ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۲۷۰۔

www.dawateislami.net

نیک نمازی پرہیزگار شخص کا قُرب حاصل ہونے پر یہ بَرکتیں ملیں گی۔ ہر ولی نیک ہوتا ہے لیکن ہر صالح یعنی نیک شخص کا ولی ہونا ضَروری نہیں۔ حدیثِ پاک میں بھی صالحین کے دَرمیان دَفن کرنے کی تَرغیب ہے، اَولیا کی قید نہیں لگائی گئی۔ چونکہ نیک ہونا بھی بارگاہِ اِلٰہی میں ایک دَرجہ ہے اور نیک لوگوں کا پڑوس جس طرح مُردوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اسی طرح زندوں کو بھی نفع دیتا ہے جیسا کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اللہ پاک نیک مسلمان کی وجہ سے اُس کے پڑوس کے 100 گھروں سے بلا دُور فرما دیتا ہے۔[1] اگر دُنیا میں اچھے پڑوسی مل جائیں تو کہیں جاتے وقت گھر بار کی فکر نہیں ہوتی اور اگر بُرے پڑوسی ہوں تو پھر مضبوط تالے لگانے پڑتے ہیں کہ کہیں پیچھے گھر کا صفایا ہی نہ کر دیں۔ بہو، بیٹیوں کے مُعاملے میں بھی بُرے پڑوسیوں سے خطرات لاحق رہتے ہیں۔ بہر حال اچھا بُرا پڑوس دُنیا و آخرت دونوں میں ہی اَہمیت رکھتا ہے۔

بعدِ تَدفین مَیِّت کو مُنتقل کرنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی مَیِّت کسی جگہ دَفن ہے اب اُسے وہاں سے نکال کر کسی وَلِیُّ اللہ کے قُرب میں دَفن کرنا چاہیں تو کیا اِس کی اِجازت ہے؟

جواب: ایک بار تَدفین کے بعد بِلا عُذرِ شرعی قبر کھولنا حرام ہے۔ لہٰذا کسی بھی شخص کو ایک جگہ دَفن ہونے کے بعد اب کسی وَلِیُّ اللہ کے مزار شریف کے اِحاطے میں مُنتَقِل نہیں کر سکتے۔[2]

مزارات کے اِرد گرد کی قبریں مٹا کر راستہ بنانا کیسا؟

سُوال: کسی وَلیُّ اللہ کے مزار شریف کے اِرد گرد کی قبریں کاٹ کر راستہ بنانا کیسا؟ نیز کیا زائرین اس راستہ پر چل سکتے ہیں؟

---

1. ...... معجمِ اوسط، باب العین، من اسمہ علی، ۳/۱۲۹، حدیث: ۴۰۸۰۔
2. ...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مَیِّت کو دَفن کر کے جب مٹی دے دی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ (پاک) کی، اس کا کشف (یعنی کھولنا) جائز نہیں۔ (کیونکہ قبر میں مَیِّت) دو حال سے خالی نہیں۔ مُعَذَّب (یعنی عذاب میں مبتلا ہوا) ہے یا مُنْعَمْ عَلَیہ (یعنی اِنعام کا حقدار ہوا)۔ اگر مُعَذَّب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے، جس سے اسے رَنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اگر مُنْعَمْ عَلَیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۵۰۱)

www.dawateislami.net

جواب: مزاراتِ اَولیا کے اِرد گرد موجود قبروں پر فرش ڈال کر بالکل نام ونشان مٹا دینا یا بعض جگہ برائے نام کچھ علامت باقی رکھنا یہ دُرُست نہیں، اِس لیے کہ مسلمان کی قبر پر چلنا، بیٹھنا، لیٹنا سب ناجائز، ظلم اور حرام ہے، ٹیک بھی نہیں لگاسکتے۔(1) فرش ڈالنے کے سبب ظاہری قبر تو مِٹ جاتی ہیں لیکن حقیقی قبر جو زمین کے اندر ہوتی ہے وہ باقی رہتی ہے۔ اب جتنے بھی لوگ فرش پر چل رہے ہیں تو یہ سارا گناہ قبریں مٹاکر فرش بنانے والوں پر ہو گا۔ ان مٹائی گئی قبروں میں بعض تو اَولیائے کِرام رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی بھی ہو سکتی ہیں، ظاہر ہے کہ وِلایت کے لیے شہرت شرط نہیں بلکہ بعض تو ایسے بھی ولی ہوتے ہیں جنہیں خود اپنا ولی ہونے کا پتا نہیں ہوتا۔ حضرتِ سَیِّدُنا داتا گنج بخش علی ہجویری رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے بالکل قدموں میں ایک قبر شریف ہے جس پر فرش ڈال کر معمولی نشان باقی رکھا گیا ہے، جس وقت لوگ داتا صاحب رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف پر پھول ڈالتے ہیں تو اس قبر پر پاؤں آتے ہیں۔ اب صَدیوں پُرانی وہ نجانے کس وَلِیُّ اللہ کی قبر ہے، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ داتا صاحب رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے کوئی خلیفہ ہوں بلکہ مجھے ایک پُرانے اسلامی بھائی نے بتایا کہ جب میں چھوٹا تھا تو یہاں داتا صاحب رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف کے اِرد گرد کئی اور قبریں بھی تھی لیکن بعد میں ماربل والا فرش ڈال کر ان کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ مَعَاذَ اللہ اب لوگ آزادانہ اس فرش پر چلتے پھرتے اور بیٹھ کر تلاوت کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ سب کام حرام ہیں۔

محکمۂ اوقاف والوں کو چاہیے کہ اپنی ان زیادتیوں سے سچی توبہ کریں اور جہاں جہاں مزاراتِ مُبارَکہ کے اِرد گرد کی قبریں مٹائی ہیں تو انہیں دوبارہ تعمیر کروائیں یا کم از کم جس حصے میں قبریں واقع ہیں تو اس حصے کو چھوٹی دیوار لگا کر نمایاں کر دیں اور ساتھ کتبہ بھی لگادیں کہ "اِس حصے میں قبریں ہیں لہٰذا جانا منع ہے۔" تاکہ لوگ وہاں جانے سے بچیں۔ اگر ایسا کرنے کا اِختیار رکھنے کے باوجود بھی وہ نہیں کرتے تو کل قیامت میں پھنس سکتے ہیں، اِس لیے کہ اَولیائے کِرام رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے مزاراتِ مُبارَکہ کے اِرد گرد صَدیوں پُرانی قبروں میں مَدفون نہ جانے کون کون بُزُرگ ہستیاں ہوں۔ بالفرض اگر وہ

---

1 ...... فتاویٰ ہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ١/١٦٦۔ حضرتِ سَیِّدُنا عمرو بن حزم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مجھ کو نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک قبر پر تکیہ لگائے دیکھا تو فرمایا: اِس قبر والے کو نہ ستاؤ۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، ١/٣٢٦، حدیث:١٧٢١)

www.dawateislami.net

اَہْلُ اللہ سے نہ ہوں تب بھی ان کے صَحِیْحُ الْعَقِیْدَہ عاشقانِ اَولیا ہونے میں تو شک نہیں کیا جا سکتا۔ اَولیائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے محبت تھی جبھی تو ان کے پہلو میں دَفن ہونے کی وَصیت کی۔

حضرتِ سَیِّدُنا ہاشم ٹھٹھوی کا تعارف اور کرامت

سُوال: حضرتِ سَیِّدُنا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا کچھ تعارف کروا دیجئے۔ نیز سنا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف پر فقہ کی تکرار کرنے سے فقاہت میں اِضافہ ہو جاتا ہے، کیا یہ بات دُرُست ہے؟

(سندھ کے شہر ٹھٹھہ کے قریب مکلی میں واقع حضرتِ سَیِّدُنا مخدوم ہاشم ٹھٹھوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف کے ایک زائر کا سُوال)

جواب: اللہ پاک شَیْخُ الْاِسْلَام حضرتِ سَیِّدُنا مخدوم پیر محمد ہاشم ٹھٹھوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف پر کروڑوں رَحمتیں نازل فرمائے۔ مجھے ان کے مزار شریف پر حاضری کا کبھی شَرَف نہیں ملا۔ یہ بہت بڑے عالِم اور فقیہ گزرے ہیں۔ متعدد کتب بھی تحریر فرمائی ہیں۔ بارگاہِ رِسالت میں ان کے مقام ومرتبے کا اَندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں رَوضۂ اَنور پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کیا تو پیارے پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آوازِ مُبارَکہ سنائی دی: وَعَلَیْکُمُ السَّلَام یَا مُحَمَّد ھَاشِمُ التَّتْوِی۔[1] جس ہستی کو رَوضۂ انور سے سلام کا جواب آئے تو اس کی بزرگی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

شَیْخُ الْاِسْلَام حضرتِ سَیِّدُنا مخدوم پیر محمد ہاشم ٹھٹھوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مزار شریف پر فقہ کی تکرار کرنے سے فقاہت میں اِضافہ ہونے والی بات بالکل دُرُست ہو سکتی ہے۔ مزاراتِ اَولیا سے اِس قِسم کی بَرکتیں ملنا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ جب اَہْلُ اللہ کی زندگی میں اُن کی بَرکتیں اور فیضان ملنا ہر ایک کو تسلیم ہے تو اِنتقال کے بعد وہ بَرکتیں منقطع تو نہیں ہو جاتی بلکہ کئی گنا بڑھ جاتی ہیں، اِس لیے کہ بعدِ اِنتقال تو اَہْلُ اللہ اِنعام واِکرام کی جگہ پر ہوتے ہیں، ان کے دَرَجات میں مزید اِضافہ کر دیا جاتا ہے۔ وہ عام لوگوں کی طرح مٹی میں فنا ہو کر ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کے مبارک جسم سَلامت رہتے ہیں لٰہذا جب وہ دُنیوی زندگی میں فائدہ پہنچا سکتے تھے تو اب بعدِ اِنتقال تو اور زیادہ نفع

[1] انوار علمائے اہلِ سنت سندھ، ص ۱۴۷۔

دے سکتے ہیں۔(1)

کسی شخصیت کو کسی بزرگ کی سیرت کا مظہر کب کہا جائے؟

سُوال: کسی شخصیت کو کسی بزرگ کی سیرت کا مظہر کہنے کے لیے کیا کیا اَوصاف دیکھے جائیں؟(کسی نے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو سیرتِ فاروقی کا مظہر کہہ دیا، اس پر آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے جو مَدَنی پھول اِرشاد فرمائے وہ جواباً پیشِ خدمت ہیں۔)

جواب: کسی بزرگ کی سیرت کا مظہر اُسی شخص کو کہہ سکتے ہیں جس میں اُس بزرگ کے اکثر اَوصاف پائے جائیں۔ اگر ایک آدھ وَصف دیکھ کر کسی بزرگ کی سیرت کا مظہر ٹھہرا دیا جائے تو یہ بہت زیادہ مبالغہ ہو جائے گا مثلاً مجھے اِس وجہ سے سیرتِ فاروقی کا مظہر کہنا کہ نمازِ فجر میں لوگوں کو جگانے کے لیے ”صَدائے مدینہ“ کا طریقہ اِیجاد کیا تو یہ دُرُست نہیں اِس لیے کہ جب ”صَدائے مدینہ“ جاری کی تھی تو اُس وقت مجھے یہ نہیں معلوم نہیں تھا کہ نمازِ فجر کے لیے جگانا حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا معمول تھا لہٰذا اِس ادا کو زندہ کرنے کی کوئی نیت بھی نہیں کی تھی۔ بالفرض اگر نیت ہوتی بھی جب بھی ایک وَصف کو لیکر سیرت کا مظہر تو نہیں کہہ سکتے ورنہ تو ہر داڑھی والا شخص سیرتِ مصطفٰے کا مظہر کہلائے گا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ ادا اُس میں پائی جا رہی ہے بلکہ بزرگوں کی بعض اَدائیں تو کفار میں بھی پائی جاتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ اِیمان نہ ہونے کے سبب ان کو آخرت میں اَجر نہیں ملے گا۔ بہر حال مجھے سیرتِ فاروقی کا مظہر کہنے میں ایسا مُبالغہ ہے جس میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہیں اور ایسا کرنا دُرُست نہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اتنی عظیم ہستی ہیں کہ کاش! ان کے غلاموں کے غلاموں حتی کہ میری سانس ٹوٹ جائے، ان کی جوتیوں میں اللہ پاک مجھے جگہ عطا فرما دے۔

---

1 ...... مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلَاق، خاتِمُ الْمُحَدِّثِین حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ شیخ عبدُالحق مُحَدِّث دِہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نقل کرتے ہیں: سیدی احمد بن مَرزوق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور عُلَماء و مَشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دِن شیخ ابو العباس حَضْرَمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے مجھ سے دَریافت کیا: زندہ کی اِمداد زیادہ قوی (یعنی مضبوط) ہے یا مَیِّت کی؟ میں نے کہا: کچھ لوگ زندہ کی اِمداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی اِمداد زیادہ قوی ہے۔ اس پر شیخ نے فرمایا: ہاں! یہ بات دُرُست ہے اِس لیے کہ وفات یافتہ بزرگ اللہ پاک کے دَربار میں اس کے ہاں ہوتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ۱/۷۶۲)

وہ عمر جس کے اَعدا پہ شیدا سقر

اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

نئے مہینے اور سال کی دُعا

سُوال: نئے مہینے یا سال کے آنے پر کون سی دُعا پڑھنی چاہیے؟[1]

جواب: حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن ہِشام رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مہینا یا سال آتا تو نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ یہ دُعا ایسے سیکھتے جیسے قرآنِ کریم سیکھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَجِوَارٍ مِّنَ الشَّیْطَانِ وَرِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ یعنی اے اللہ! اسے ہم پر امن و اِیمان، سلامتی و اِسلام، شیطان سے پناہ اور رحمٰن (یعنی اپنی) رضا کے ساتھ داخل فرما۔[2]

جَنَّت کسے کہتے ہیں؟

سُوال: جَنَّت کسے کہتے ہیں، وضاحت فرما دیجئے؟ (سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: جَنَّت کے لفظی معنیٰ ہیں: باغ۔ ہمارے عقیدے میں جو "جَنَّت" ہے وہ اللہ پاک کی نعمتوں کا بہت بڑا مقام ہے۔ جس میں بہت سی ایسی نعمتیں ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے ان کے متعلق سنا۔[3] ❁ جَنَّت صرف انہیں اِنسانوں کو نصیب ہوگی جو دُنیا سے ایمان کے ساتھ رُخصت ہوں گے۔ ❁ جِنَّات میں بھی اگرچہ مسلمان ہیں لیکن جَنَّت بطورِ اِنعام صرف حضرتِ آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اَولاد کے لیے ہے۔[4] ❁ جَنَّت میں داخل ہونے والا

---

1. یہ سُوال شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔(شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)
2. الاصابة، حرف العین المهملة، عبد الله بن هشام، ۴/ ۲۱۸، الرقم: ۵۰۲۲۔
3. بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة، ۲/ ۳۹۱، حدیث: ۳۲۴۴۔
4. اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک قول یہ بھی ہے کہ (جِنّات) جنّت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے، جنّت میں سیر کو آیا کریں گے۔(عمدۃ القاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الجن وثوابھم وعقابھم، ۱۰/ ۶۴۵) (پھر فرمایا:) جنّت تو جاگیر ہے آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی، اُن کی اَولاد میں تقسیم ہوگی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۵۳۶)

www.dawateislami.net

پھر کبھی بھی اس سے نکالا نہیں جائے گا۔[1] ۞ یاد رہے کہ جنَّت پر اِیمان لانا ضَروریاتِ دِین میں سے ہے۔ اگر کوئی جنَّت کا اِنکار کرے اور کہے کہ جنَّت کچھ نہیں یہ خام خیالی کی باتیں ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے موت سے پہلے توبہ نہ کی تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نماز، روزہ اور دِیگر نیک اَعمال اُسے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اللہ پاک اپنے محبوبِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحِیْم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صَدقے ہم گناہگاروں کو بِلاحساب جنَّت میں داخلہ نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن

بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم[2]

کیا جِنَّات بھی بَلا میں داخل ہیں؟

سُوال: بَلا سے کیا مُراد ہے، کیا جِنَّات بھی بَلا میں داخل ہیں؟[3]

جواب: ہر آفت و مصیبت اور پریشانی کو بَلا کہہ سکتے ہیں۔ جو جِنَّات تنگ کریں، مال چُرالیں یا ستائیں تو انہیں بھی بَلا کہنا دُرُست ہے اگرچہ وہ مسلمان ہوں یا کافر البتہ جو نیک مسلمان جِنَّات بالکل بھی نہیں ستاتے تو انہیں بَلا نہیں کہہ سکتے۔ عاملوں کی اِصطلاح میں ناپاک جن اُسے بولتے ہیں جو کافر ہو اور پاک جن اسے کہتے ہیں جو مسلمان ہو اگرچہ وہ ستاتا اور لوٹ مار کرتا ہو لیکن مسلمان ہونے کے سبب اسے پاک جن ہی بولتے ہیں۔ اِنسانوں میں بھی ڈکیتی چوری یا دِیگر گناہ کرنے والے مسلمان عقیدے کے لحاظ سے پاک ہی کہلائیں گے اگرچہ اَعمال کے اِعتبار سے پاک نہ ہوں۔

لکھنے میں حُرُوف کے دائرے کھلے رکھنا

سُوال: یکم مُحَرَّمُ الْحَرام کو جو 130 مرتبہ "بِسْمِ اللہ شریف" لکھنی ہوتی ہے، اس کے لکھنے کا طریقہ بتا دیجئے۔ (احمد آباد، ہند سے سُوال)

---

1. پارہ 14 سورۃُ الحِجر کی آیت نمبر 48 میں اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔
2. جنَّت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، "بہارِ شریعت" جلد اوّل صَفحہ 152 تا 162 سے "جنَّت کا بیان" کا مُطالعہ کیجیے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)
3. یہ سُوال شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

www.dawateislami.net

جواب: جب بھی پہننے، پینے یا لٹکانے کیلئے بطورِ تعویذ کوئی آیت یا عبارت لکھیں تو دائرے والے حُرُوف کے دائرے کُھلے رکھنے ہوں گے مثلاً "اللہ" میں "ہ" اور رحمٰن، اور "رحیم" دونوں میں "م" کا دائِرہ کُھلا ہو۔ لکھنے میں تشدید، کھڑا زبر اور دیگر اِعراب لگانے ضَروری نہیں جیسا کہ "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" میں ہے اور اگر لگا دیئے جب بھی حرج نہیں۔

مُبارک باد دینے والوں کو جواب

سُوال: مُبارک باد کِن مواقع پر دی جائے؟ نیز مُبارک باد دینے والے کو جواب میں کیا اَلفاظ کہے جائیں؟

جواب: کسی بھی مسلمان کو کوئی اچھی چیز یا خوشی نصیب ہوئی تو اسے مُبارک باد دے سکتے ہیں مثلاً اَولاد کی پیدائش، منگنی و شادی، کاروبار میں نفع، نیا مکان لینا وغیرہ وغیرہ۔ حدیثِ پاک میں نکاح پر مُبارک باد اور دُعا دینے کے اَلفاظ ملتے ہیں۔

مُبارک باد کے جواب میں کوئی آمین کہتا ہے، کوئی: خیر مبارک، کوئی: جی آپ کو بھی مُبارک ہو۔ اِس طرح کے جو بھی اَلفاظ کہے جائیں سب دُرُست ہیں۔ چونکہ مُبارک باد دینا یا وُصول کرنا کوئی شرعی اِصطلاحات نہیں لٰہذا اِس کے لیے شریعت میں خاص اَلفاظ بھی مُقرَّر نہیں۔ مُبارک دینے کا مطلب سامنے والے کو دُعا دینا ہے یعنی آپ کو بَرَکت نصیب ہو اور جواب میں آمین کہنے کا مطلب ہے کہ ایسا ہی ہو یا خیر مبارک کہنے کا مطلب ہے: اچھا، بہت خوب، وَاِیَّاکُم یعنی آپ کو بھی ایسا نصیب ہو۔

بڑھاپے سے متعلق ایک اِیمان اَفروز حدیث

سُوال: مسلمان کی عمر جب 40 سال ہو جائے تو کیا اُس کے لیے حدیث شریف میں کوئی خاص فضیلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: فتاویٰ رضویہ میں یہ رِوایت ہے کہ جب مسلمان کی عمر 40 برس کی ہوتی ہے اللہ پاک جُنُون، جُذام اور بَرَص کو اُس سے پھیر دیتا ہے اور 50 سال والے پر حساب میں نرمی اور 60 برس والے کو توبہ وعبادت نصیب ہوتی ہے۔ 70 سال والے کو اللہ پاک اور اُس کے فِرِشتے دوست رکھتے ہیں۔ 80 برس والے کی نیکیاں قبول اور بُرائیاں مُعاف، 90 برس والے کے سب اگلے پچھلے گناہ مَغفور (یعنی بخش دیئے) جاتے ہیں، وہ زمین میں اللہ پاک کا قیدی کہلاتا ہے اور وہ اپنے گھر

www.dawateislami.net

والوں کا شَفِیع (یعنی شفاعت کرنے والا) کیا جاتا ہے۔[1] اِس رِوایت میں بوڑھوں کے لیے بہت تسلی ہے، اللہ پاک بوڑھے اَشخاص کو بھی شُکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اُستاد کو عُرف کے مُطابق طلبا پڑھانے کے لیے دیئے جائیں

سُوال: اگر کوئی اِسلامی بہن اُجرت پر مدرسہ پڑھاتی ہو لیکن تعداد زیادہ ہونے کے سبب تمام طالبات پر پوری توجہ نہ دے پائے تو کیا اُجرت جائز ہو گی؟ (ہند سے سُوال)

جواب: مُعَلِّم یا مُعَلِّمہ کو دَرمیانی دَرجے کے مِعیار کا پڑھانا ہو گا۔ اگر پڑھانے میں اتنی کمزوری واقع ہو رہی ہے کہ عُرف میں ایسا ہوتا نہیں ہے تو اب اُجرت لینے کی ناجائز صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مُعَلِّم یا مُعَلِّمہ کو اتنے ہی بچے دَرجے میں لینے چاہئیں جن کو وہ اچھے طریقے سے پڑھا سکیں۔ جس جگہ بچوں سے فیس لی جاتی ہے تو وہاں فیس کے لالچ میں اتنے زیادہ بچے کلاس میں لے لیے جاتے ہیں کہ ایک ایک بچے کا سبق سننا ممکن نہیں رہتا تو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کم پیسوں میں گزارہ نہیں ہو رہا تو اس کے لیے بچے زیادہ جمع کرنے کے بجائے اپنی فیس بڑھا دیں اور بچے کم رکھیں مثلاً ایک بچے سے 100 کے بجائے 200 فیس لے لیں اور پھر کم بچوں کو بھرپور توجہ کے ساتھ پڑھائیں۔ دِینی یا دُنیوی تعلیمی اِدارے والوں کو بھی چاہیے کہ ایک اُستاد کے ذِمّے اتنے ہی طلبا لگائیں جنہیں وہ اچھے طریقے سے پڑھا سکے۔ اب استاد مخصوص وقت میں 40 طلبا کو پڑھا سکتا ہے لیکن اس کے ذِمّے 90 طلبا سونپ دیئے تو وہ بیچارہ کیا پڑھائے گا! اسے تو بچوں کو خاموش کرواتے اور شرارتوں سے روکتے ہی سارا وقت گزر جائے گا۔

(**مدنی مذاکرے** میں شریک مفتی صاحب نے اِرشاد فرمایا:) البتہ اُستاد کو اتنے طلبا تو لینے ہی ہوں گے جتنوں کو پڑھانے کا عُرف ہے، اِس لیے کہ اُستاد کی قابلیت اور مِعیار دیکھ کر ہی اُس کا اِنتخاب کیا جاتا ہے، اب یہ نہیں ہو سکتا کہ دَرجے میں 30 طلبا کا عُرف ہو لیکن اُستاد تقاضا کرے کہ مجھے 12 طلبا ہی دیئے جائیں تاکہ میں اچھے طریقے سے پڑھا سکوں۔ (رُکنِ شُوریٰ نے فرمایا:) اچھی تعلیم کے لیے بَیْنَ الْاَقْوامی مِعیار یہ ہے کہ 25 سے 35 کے دَرمیان طلبا ایک اُستاد کو پڑھانے کے

---

[1] ...... مسند امام احمد، انس بن مالک بن النضر، ۴/۴۳۴، حدیث: ۱۳۲۷۸۔

لیے دیئے جائیں۔ 25 سے کم اور 35 سے زیادہ نہ ہوں۔(مَدَنی مذاکرے میں شریک مفتی صاحب نے اِرشاد فرمایا:) دعوتِ اسلامی کے جامعاتُ المدینہ میں بھی یہی اُصول نافذ ہے البتہ دورۂ حدیث میں طلبا زیادہ ہوتے ہیں اِس لیے کہ بہت سی دُشواریوں کے سبب اِس دَرجے کو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ (امیرِ اہلِ سنَّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا:) اگر کوئی مزدور بھی دَرمیانی دَرجے سے کم کام کرتا ہے تو پوری اُجرت کا مُستَحِق نہیں ہو گا لہٰذا مزدوروں کو بھی دَرمیانی دَرجے کا کام کرنا ہی ہو گا اور اگر دَرمیانی دَرجے سے زیادہ کریں جب بھی حرج نہیں لیکن کم نہیں کر سکتے۔[1]

اگر ماں بیٹی کا دِل دُکھائے تو؟

سُوال: اگر ماں بیٹی کا بار بار دِل دُکھائے تو بیٹی کو کیا کرنا چاہیے؟ (SMS کے ذَریعے سُوال)

جواب: جب ماں دِل دُکھائے تو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے بیٹی کو صبر کرنا چاہیے بلکہ ماں کے حق میں دُعائیں کرنی چاہیے۔ ظُلم کے متعلق اپنی جو بھی فریاد ہے وہ ماں کے سامنے نرمی کے ساتھ پیش کرے مثلاً فلاں کام یا فلاں چیز میرے ساتھ ظلم ہے اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا مجھے اِس طرح تکلیف نہ دی جائے۔

شراب سے توبہ کا طریقہ

سُوال: اگر کوئی شرابی شراب سے توبہ کرنا چاہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ (SMS کے ذَریعے سُوال)

جواب: شراب پینا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے لہٰذا ہر شرابی کو چاہیے کہ اِس گناہ سے سچی توبہ کرے۔ شراب سے توبہ کرنے کا کوئی پیچیدہ مرحلہ نہیں۔ بس دِل میں یہ پختہ اِرادہ کرے کہ آئندہ شراب نہیں پیوں گا اور پہلے جو پی چکا تو اس پر ندامت و شرمندگی کے ساتھ اللہ پاک سے مُعافی مانگے۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو شراب نوشی کے گناہ سے محفوظ رکھے۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...... مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے امیرِ اہلِ سنَّت حضرتِ علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے 20 صفحات پر مشتمل رِسالے "حلال طریقے سے کمانے کے 50 مدنی پھول" کا مُطالعہ کیجیے۔ اِس رِسالے میں لقمۂ حلال کی فضیلت، لقمۂ حرام کی نحوست اور حلال طریقے سے روزی کمانے کے 50 مَدَنی پھول بیان کیے گئے ہیں۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

اِیمان کامل سے محرومی کی وجہ

سُوال: موجودہ دور میں اُمَّتِ مُسلِمہ بالخصوص نوجوان نسل اِیمان کی تاثیر سے محروم کیوں ہے؟

(سوشل میڈیا کے ذَریعے سُوال)

جواب: اِیمان کی تاثیر اور اِیمان کے کمال دَرجے سے محرومی کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جس قدر نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حیاتِ ظاہری کے زمانے سے دور ہوتا جا رہا ہے تو اُسی قدر اِس میں بگاڑ بڑھتا جا رہا ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری کے زمانے کے ساتھ ملے ہوئے تین اَدوار ”قُرُونِ ثلاثہ“ کہلاتے ہیں، ان میں سے پہلا دور صحابۂ کرام، دوسرا تابعین اور تیسرا تبعِ تابعین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم پر مشتمل ہے۔ ان تینوں زمانوں میں سب سے افضل پہلا، پھر دوسرا اور اس کے بعد تیسرا ہے۔ صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے دور کو سنہری دور بھی کہہ سکتے ہیں، اِس لیے کہ ان میں کوئی بھی فاسق نہیں تھا، سارے کے سارے صحابہ عادل اور نیک تھے۔[1] پھر جب تابعین کا دور آیا تو اس میں بھی نیک بندوں کی تعداد بُروں کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ تبعِ تابعین کے دور میں بھی نیک زیادہ اور بُرے کم تھے لیکن تابعین کے دور کے مقابلے میں بُروں کی تعداد بڑھ گئی۔ پھر جُوں جُوں زمانۂ نبوی سے دوری ہوتی گئی تُوں تُوں بُرائیاں بڑھتی گئیں، اِیمان کمزور پڑتے گئے۔ اب ہمارے دور میں حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ نیک مسلمانوں کے مقابلے میں گناہگار مسلمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس کا فیصد نکالنا مشکل ہے۔ لوگوں کے رَویوں میں اب اتنی تبدیلی آگئی ہے کہ پہلے ہم جیسوں سے ملتے وقت دُعا کا بولتے تھے لیکن اب ساتھ سیلفی لینے کی فرمائش کرتے ہیں۔ بہر حال حالات کی اِس قدر اَبتری کے باوجود بھی 100 فیصد مسلمانوں کو گناہگار نہیں کہہ سکتے، اِس لیے کہ ہر دور میں اَولیائے کِرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم اور صالحین یعنی نیک بندے بھی ہوتے ہیں، موجودہ دور میں بھی یقیناً ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

موجودہ دور میں نیک نظر آنے والے بھی عموماً نیک ہوتے نہیں۔ بظاہر نمازی بھی ہوں گے، پیشانی پر سجدے کا نشان بھی ہو گا، باتیں بھی ایسی میٹھی کریں گے گویا حُسنِ اَخلاق اور وِلایت کے تمام دَرجات طے کر چکے ہیں لیکن جب ان

1 ...... مراٰۃ المناجیح، ۲/ ۲۶۱۔

www.dawateislami.net

کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہو گی تو ایسے سیخ پا ہوں گے کہ ان کی پرہیز گاری اور حُسنِ اَخلاق کا پول کھل جائے گا۔ اس وقت پتا چلے گا کہ یہ شریفوں کے ساتھ شریف اور بدمعاشوں کے ساتھ بدمعاش ہیں۔ غصے میں زبان تلوار بن کر ایسے چلے گی کہ کئی اَفراد کے دِل کاٹ کر رکھ دے گی۔ غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ گناہوں سے بچنے کا بالکل بھی ذہن نہیں ہوتا۔ ایسے مذہبی اَشخاص کی بداَخلاقی دیکھ کر کئی لوگ دِین سے دور ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ میں نے ایک عُمومی تجزیہ کیا ہے، اِسے بنیاد بنا کر کسی نیک نظر آنے والے پر بدگمانی کرنے کی اِجازت نہیں کہ یہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کسی کے عُیُوب تلاش کرنے کے لیے ٹوہ میں پڑنا جائز نہیں۔

(نگرانِ شُوریٰ نے فرمایا:) ہمارے بعض ذِمَّہ داران بھی بظاہر تو بااَخلاق ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں نہیں۔ اپنے نگران کے سامنے بڑی عاجزی واِنکساری والا رَویہ اپنائیں گے بلکہ اگر نگران نے کوئی کڑوی بات بھی کہہ دی تب بھی ہنسی خوشی بَرداشت کر لیں گے لیکن جب یہی ذِمَّہ دار اپنے ماتحت سے گفتگو کرتے ہیں تو ان کا رَویہ تَحَکُّمانہ (یعنی حکم کرنے والا) ہوتا ہے۔ رُعب، دَبدبے کا عُنصر نمایاں ہوتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ جب اچھے اَخلاق سے اللہ پاک کی رضا مقصود ہو تو اب ماتحت سے بھی وہی عاجزی واِنکساری والا رَویہ ہونا چاہیے جو نگران کے ساتھ تھا۔

موجودہ دور میں بگاڑ کا بنیادی سبب

سُوال: موجودہ دور میں اِس قدر بگاڑ کا بنیادی سبب کیا ہے؟ (1)

جواب: موجودہ دور میں بگاڑ زیادہ ہونے کا بنیادی سبب رُشد و ہدایت کا مضبوط نظام نہ ہونا ہے۔ رُشد و ہدایت کے روحانی مَراکز یعنی مَشائخِ کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے اکثر آستانوں میں اب باطن کی صفائی کا سلسلہ کمزور پڑ گیا ہے۔ محافل تو خوب جمتی ہیں لیکن ان میں نعت خوانی اور شُعلہ بیانی پر ہی اِکتفا ہوتا ہے۔ حاضرین کو اَخلاق، کِردار اور اَعمال کو سُدھارنے پر ذہن بہت کم دیا جاتا ہے۔ نیکی کی دعوت اور بُرائی سے روکنا برائے نام ہوتا ہے۔ بیانات میں ایسے عنوانات کا بہت کم اِنتخاب کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے دِل کی صفائی کا کوئی اِنتظام ہو۔ بیان سُن کر لوگ نمازی بنیں، نفلی

1 ...... یہ سُوال شعبہ "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت" کی طرف سے قائم کیا گیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا عطا فرمودہ ہی ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

www.dawateislami.net

عبادات مثلاً تہجد ادا کرنے کا ذہن بنے، جھوٹ، غیبت، چغلی، گالم گلوچ اور حرام کمانے کھانے وغیرہ وغیرہ گناہوں سے نفرت پیدا ہو، زبان اور دِیگر اَعضا کو اللہ پاک کی نافرمانی سے بچانے کا ذہن بنے ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج گھر گھر لڑائی جھگڑے اور ناچاقیاں ہیں۔ نیک صحبتیں میسر نہیں اور جہاں میسر ہیں تو ان سے رُشد و ہدایت اور باطن کی صفائی نہیں ملتی۔ بد قسمتی سے آج کل کی محافل اور آستانوں کے عُمُومی حالات ایسے ہی ہیں۔ وہ صحبتیں اور نظریں اب نہ رہیں جو ہمارے اَسلاف کی ہوا کرتی تھیں۔ پہلے بزرگ نگاہوں سے تقدیر بدل دیتے تھے، ان کی صحبت بلکہ صرف زیارت گناہوں سے توبہ کروا دیتی تھی۔ اللہ کریم ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، یقیناً ہمیں اِصلاح کی بہت ضَرورت ہے، اور کوئی بھی خوفِ خُدا رکھنے والا میری اِن باتوں پر اِعتراض نہیں کر سکتا، اِس لیے کہ ہم لوگ گناہوں سے مَعْصُوم یا محفوظ نہیں ہیں۔ مَعْصُوم صرف اَنبیائے کِرام و فرشتے عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور محفوظ اَولیائے کِرام رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِم ہوتے ہیں۔[1] ہم میں سے ہر ایک کو قدم قدم پر اِصلاح کی حاجت ہے لہٰذا تمام مَشائخ، پیشوا اور رَہنما اپنے حلقۂ اَحباب میں رُشد و ہدایت کا نظام مضبوط کریں اور اپنے متعلقین کی اِصلاح کے لیے وَعظ و نصیحت کرتے رہیں۔ اِجتماعی یا اِنفرادی طور پر باطن کی صفائی اور اَخلاق کو سُدھارنے کا بھرپور اِنتظام ہونا چاہیے۔ دوسروں کی اِصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہر و باطن کو بھی سُدھارنے کی طرف توجہ ہو۔ میری اِن باتوں کو قبول کرنے کے بجائے اگر کوئی ناراض ہوتا ہے تو پھر اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا:

ناصحا! مَت کر نصیحت دِل مِرا گھبرائے ہے

اس کو دُشمن جانتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے

وَعظ و نصیحت کا یہ سلسلہ عام لوگوں میں بھی ہونا چاہیے کیونکہ یہ ذِمّہ داری ہر کلمہ گو مسلمان کی ہے جیسا کہ

---

1 ...... صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: نبی کا مَعْصُوم ہونا ضَروری ہے اور یہ عِصمت نبی اور مَلَک (فرشتہ) کا خاصہ ہے کہ نبی اور فِرشتہ کے سِوا کوئی معصوم نہیں، اِماموں کو اَنبیاء کی طرح مَعْصُوم سمجھنا گمراہی و بد دِینی ہے۔ عِصمتِ اَنبیاء کے یہ معنٰی ہیں کہ ان کے لئے حِفظِ اِلٰہی کا وعدہ ہو لیا، جس کے سَبَب ان سے صُدورِ گناہ شرعاً محال ہے، بخلاف ائمہ و اکابر اَولیاء کے کہ اللہ انہیں محفوظ رکھتا ہے، ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ (بہارِ شریعت، ۱/۳۸، حصہ ۱:)

www.dawateislami.net

رَسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یعنی میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔[1] لہٰذا ہر مسلمان اپنی اپنی جگہ مبلغ ہے۔"یا شیخ اپنی دیکھ" کا نعرہ دُرُست نہیں۔ ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں، دوستوں، پڑوسیوں اور ساتھ کام کرنے والوں کو نیکی کی دعوت دیتا رہے۔ انہیں نیک نمازی بنانے کے لیے کوشش کرتا رہے۔ بار بار سمجھانے کے باوجود بھی اگر کوئی گناہوں سے باز نہیں آتا تب بھی مایوس نہ ہو اور نماز وغیرہ کی تلقین کرتا رہے۔ حدیثِ پاک میں فقط پہنچانے کا ذِمَّہ لگایا گیا ہے منوانے کا نہیں، تبلیغ کا معنیٰ ہی پہنچانا ہے نہ کہ منوانا لہٰذا ہم نیکی کی دعوت دیتے رہیں۔ اگر کوئی نہیں بھی مانتا جب بھی ہمارا ثواب کھرا ہے مثلاً ہم کسی کو بار بار نماز پڑھنے کا بولتے رہیں لیکن وہ نہیں پڑھتا جب بھی ہمیں ہر بار بولنے کا ثواب تو مل ہی جائے گا۔ یوں اگر ہر مسلمان "اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر" (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے) کی ذِمَّہ داری سنبھال لے تو اِنْ شَآءَ اللہ ہمارا مُعاشَرہ ایک بار پھر مَدَنی مُعاشَرہ بن جائے گا۔

آجکل جب آپس میں دوست، اَحباب اور رِشتہ دار ملاقات کرتے ہیں تو سیاسی اور لایعنی (یعنی فضول) باتوں میں وقت گزار دیتے ہیں مثلاً کبھی ملکی، کبھی عالَمی اور کبھی سیاسی موضوعات پر تبصرے کریں گے۔ کبھی آپس میں گھریلو مُعامَلات، کبھی نوکری اور کبھی شادی وغیرہ کے بارے میں گفتگو چھیڑیں گے۔ عورتیں جب آپس میں ملیں گی تو کبھی نند، کبھی ساس اور کبھی کسی اور رِشتہ دار کی غیبت شروع کر دیں گی۔ یہ ہیں آج کے مسلمانوں کے عُمُومی حالات جبکہ صحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم جب آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے قرآنِ کریم کی تلاوت اور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کوئی فرمان سننے کی خواہش کا اِظہار کرتے اور پھر سُن کر روتے تھے۔ کاش! ہماری بھی بیٹھکیں ایسی ہو جائیں اور آپس میں ملاقات کے وقت کوئی رِوایت، کوئی حکایت یا مکتبۃُ المدینہ سے شائع کردہ رَسائل میں سے ہی کچھ پڑھ کر ایک دوسرے کو سنا دیا کریں۔

بارہا علمی تجھے سمجھا چکے　　　مان یا مَت مان آخر موت ہے

---

1 ...... بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۲/۴۶۲، حدیث: ۳۴۶۱۔

www.dawateislami.net

فہرست

عنوان	صفحہ
دُرُود شریف کی فضیلت	1
نیک آدمی کے قریب دَفن کی بَرکتیں	1
سانپ پھول بن گئے	2
بعدِ تَدفین مَیِّت کو منتقل کرنا کیسا؟	3
مزارات کے اِردگِرد کی قبریں مٹا کر راستہ بنانا کیسا؟	3
حضرتِ سَیِّدُنا ہاشِم ٹھٹھوی کا تعارف اور کرامت	5
کسی شخصیت کو کسی بزرگ کی سیرت کا مظہر کب کہا جائے؟	6
نئے مہینے اور سال کی دُعا	7
جَنَّت کسے کہتے ہیں؟	7
کیا جِنَّات بھی بلا میں داخل ہیں؟	8
لکھنے میں حُرُوف کے دائرے کھلے رکھنا	8
مُبارک باد دینے والوں کو جواب	9
بڑھاپے سے متعلق ایک اِیمان اَفروز حدیث	9
اُستاد کو عُرف کے مطابق طلبا پڑھانے کے لیے دیئے جائیں	10
اگر ماں بیٹی کا دِل دُکھائے تو؟	11
شراب سے توبہ کا طریقہ	11
اِیمان کامل سے محرومی کی وجہ	12
موجودہ دور میں بگاڑ کا بنیادی سبب	13
فہرست	16
ماخذ و مراجع	16

ماخَذ ومَراجع

کتاب کا نام	مصنف / مؤلف / متوفیٰ	مطبوعات
کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
بخاری	امام ابوعبدُ اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۲۷ھ
مسند امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
معجم اوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ
فردوس الأخبار	شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
مشکاۃ المصابیح	ولی الدین ابوعبدُ اللہ محمد بن عبدُ اللہ خطیب تبریزی، متوفی ۷۴۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۴ھ
عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ
الاصابۃ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
اہوال القبور	امام عبد الرحمٰن بن شہاب الدین ابن رجب، متوفی ۷۹۵	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۱۴ھ
فتاویٰ ھندیۃ	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱، وعلمائے ھند	دارالفکر بیروت ۱۴۱۱ھ
ملفوظات اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند محمد مصطفے رضا خان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۰ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
انوار علمائے اہلِ سنت سندھ	سید محمد زین العابدین شاہ راشدی	زاویہ پبلیشرز لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ”غور و فکر“ کے ذریعے **مَدَنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَآءَ اللہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”**مَدَنی انعامات**“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”**مَدَنی قافلوں**“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ۔

ISBN 978-969-631-642-8
0125728

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net